Islamiat 2017 Paper

اسلامیات

سوال نمبر [illegible]

Start with the introduction of the question.

زکوٰۃ:

"زکوٰۃ [illegible]"

زکوٰۃ حقوق العباد ہے۔ قرآن پاک میں بار بار نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ کا ذکر ملتا ہے۔

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں ان کے رب کے ہاں اُن کیلئے اجرِ عظیم ہے۔"

زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کا دل مال کی محبت سے [illegible]

Highlight the references.

حضورؐ کا فرمان ہے

"دُنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔"

ویسے تو دُنیا کی محبت بہت بڑی چیز ہے لیکن مال کی محبت سب سے بڑی چیز ہے

حضورؐ کا ارشاد ہے

"[illegible]"

Use black color pens only.

زکوٰۃ کے فوائد:-

زکوٰۃ کے فوائد میں سے چند درج ذیل ہیں

1) اِنسان کے [illegible] سے مال کی محبت کم کرتی ہے کیونکہ اگر وہ زکوٰۃ ادا کر رہا ہے تو [illegible] کا مطلب ہے کہ اُسے مال کی طلب نہیں ہے

2) اللہ پر ایمان کو تازہ کرتی ہے اور اللہ کی رضا کیلئے انسان اپنا مال اُس کی راہ میں خرچ کرتا ہے جس کا اجر اُسے آخرت میں ملے گا۔

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ

Scanned with CamScanner

ادا کرتا ہیں اُن کیلئے اُن کے رب کے پاس آخرت میں اجر ہے"۔

3) سماجی فلاح کی سکیم ہے جس کے ذریعے سے انسان کی دولت غریبوں کو بھی مل جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بھی اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

4) معاشی اور سماجی تفریق کا خاتمہ ہوتا ہے کیونکہ جب دولت گردش میں رہتی ہے تو امیر سے امیر تر نہیں ہوتا اور جس کی [illegible] سے انسان اور بھی بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کے پاس ضرورت سے زائد مال نہیں ہوگا تو وہ اپنے آپ کو معاشرے میں کوئی بڑا انسان نہیں جانے گا اور بہت سے مظالم جو انسان دولت کی فراوانی میں کر گزرتا ہے اُن [illegible] گا۔

Attempt by giving subheadings

5) قیامت کے روز اُس کی نیکیوں کے پلڑے میں وزن پیدا ہوگا جب انسان ایک ایک نیکی کی تلاش کر رہا ہوگا۔
حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔
"انسان قیامت کے روز کہے گا کہ کاش دنیا میں اُس کی آمدنیاں قینچی سے کاٹ دی جاتیں"۔

6) زکوٰۃ معاشی اور سماجی عدل کا ذریعہ ہے جس کے ذریعے سے غریبوں کو بھی زندگی کے میدان میں آگے بڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔

7) غربت کا خاتمہ ہوتا ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ انسان اپنے پیٹ کو پالنے کیلئے کفر تک کر گزرتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔
"غربت انسان کو کفر تک لے جاتی ہے"۔

Scanned with CamScanner

اسی لئے حضور ﷺ غربت سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

ب) غریبوں کا بھی اللہ ہے (اما) حضور ﷺ صحابہؓ سے کہا کرتے تھے زکوٰۃ دینے میں جلدی کرو کیونکہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا زکوٰۃ دینے والے تو ہوں گے مگر لینے والے نہ ہوں گے۔

قرآن مجید کے بیان کردہ مصارفِ زکوٰۃ:

قرآن مجید میں 8 مصارفِ زکوٰۃ ہیں۔

مصارفِ زکوٰۃ سے مراد وہ افراد ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہوتے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

1) مساکین:

مساکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اتنا مال بھی نہ رکھتے ہوں کہ اپنی جائز ضروریات کو پورا کر سکیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

2) غرباء:

غرباء سے مراد ایسے افراد ہیں جن کے پاس مال تو موجود ہے لیکن ان کی ضروریات پوری کرنے کیلئے وہ مال ناکافی ہو اور یہ وہ افراد ہیں جو کسی کے سامنے ہاتھ بھی نہیں پھیلاتے۔

3) محکمہ زکوٰۃ کے افراد:

زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں کو بھی زکوٰۃ ملتی ہے بلکہ ان کی تنخواہ اسی زکوٰۃ کے پیسوں سے ادا کی جاتی ہے۔

4) مؤلفۃ القلوب:

اس سے مراد وہ افراد ہیں جو

Scanned with CamScanner

حال ہی میں اسلام میں داخل ہوئے ہوں اور جن
پر اسلام قبول کرنے کی وجہ سے گھر والوں کی طرف
سے اذیتیں دی جاتی ہوں اور اُن کے پاس اتنا مال نہ
ہو کہ وہ اپنی زندگی گزار سکیں۔

5) قرض دار:۔

قرض دار سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے
مال لیتے ہوں اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے، لیکن اُن کے
پاس ایسے ذرائع آمدن نہ ہوں کہ وہ اُس رقم کو
لوٹا سکیں۔ چنانچہ ایسے افراد کو بھی زکوٰۃ دینی
چاہیے۔

6) غلاموں کو رہا کروانے کیلئے:۔

وہ لوگ جنہیں کسی ظالم
شخص نے اپنا غلام بنا رکھا ہو اور وہ اُن سے بہت زیادہ
کام بھی لیتا ہو تو ایسے غلاموں کی گردنیں بھی اُن کے مالکان
سے آزاد کروانے کیلئے زکوٰۃ ادا کی جا سکتی ہے۔ بلکہ بہت
سے صحابہؓ غلاموں کو آزاد کروایا کرتے تھے۔

7) مسافر:۔

ایسے افراد جو سفر کر رہے ہوں لیکن اُن کے
پاس دورانِ سفر پیسوں کی کمی آ جائے تو ایسے افراد کو
بھی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

8) فی سبیل اللہ:۔

اللہ کے راستے میں خواہ وہ جہاد ہو یا
اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کوئی کنواں کر دیا جائے تاکہ
لوگوں کو پانی کی مشکلات پیش نہ آئیں یا کسی اور کام کیلئے بھی

دی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے

Try to add Arabic of ayats .

"اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنا ہاتھ روک کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

اسلامی معاشرے میں غربت کی کمی کا ذریعہ:

زکوٰۃ پہلے اُتارے گئے ادیان میں بھی فرض ہے لیکن یہ امتیاز صرف اُمتِ محمدی ﷺ کو حاصل ہے کہ اُس نے اس فریضے کو اس قدر خلوصِ نیت سے ادا کیا تھا کہ ایک وقت ایسا آیا کہ دینے والے تو موجود تھے لیکن لینے والے نہ تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ زکوٰۃ غربت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

زکوٰۃ دینے کیلئے ضروری ہے کہ انسان کا مقصد اللہ کی رضا

Attempt by giving subheadings.

حاصل کرنا ہو [illegible] زکوٰۃ اسی لیے [illegible] جاتا ہے کہ دوسرے مسلمان بھی اس کے بھائی ہیں اور اُن کی مالی مشکلات کو کم کرنے کیلئے اُس کو اپنی دولت میں سے کچھ حصہ اللہ کی راہ میں دینا چاہیے۔

زکوٰۃ سے اس طرح معاشرے میں غربت کم کی جا سکتی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے غریب انسان زندگی کے میدان میں آگے بڑھنے لگتا ہے۔ مثلاً اُس کی زکوٰۃ سے وہ انسان اپنے بچوں کو پڑھا لکھا کر معاشرے کا ایک قابل انسان بنا سکتا ہے جو آگے اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے کسی دوسرے انسان پر انحصار نہیں کرتا کیونکہ جب اُسے روزگار مل جاتا ہے تو وہ اپنی ضروریات کو پوری کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

زکوٰۃ سے دولت گردش میں رہتی ہے۔ مثلاً ایک انسان کے پاس اگر وافر مقدار میں دولت ہے تو وہ کوئی کام فی سبیل اللہ شروع کر سکتا ہے جس کی وجہ سے روزگار میں اضافہ ہوتا ہے اور یوں زکوٰۃ کی وجہ سے غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن)

سرمایہ دارانہ نظام میں زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی کیونکہ اُن لوگوں کو اللہ کی ذات پر ایمان نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے ہوتا یہ ہے کہ دولت صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں رہتی ہے اور دوسرے لوگ اس سے محروم ہو جاتے ہیں اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے قابل نہیں رہ پاتے۔

Not properly structured.

8/20

زکوٰۃ کے بارے میں تو یہ بھی حکم ہے کہ اگر لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں اُن کے خلاف جہاد کر کے بھی اُن سے زکوٰۃ اکٹھی کی جا سکتی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے دور میں لوگوں پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ لوگوں کو کہا گیا کہ لوگوں کو مال دے دو لیکن پھر بھی مال بچ گیا۔ کہا گیا کہ (بیت المال) پہاڑوں پر پھینک آؤ۔ یعنی دولت کی اتنی فراوانی تھی کہ سبھی لوگ معاشی طور پر کمزور نہ رہے تھے۔

سوال نمبر 3

تعارف:-

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور اس کی تمام جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کی روحانی ضروریات بھی پورا کرنے کا بندوبست فرمادیا ہے۔ ہدایت دینے کیلئے اُس نے اپنی شریعت اُتاری جو ہر زمانے میں آنے والے انسانوں کی طرف اپنے انبیاء کے ذریعے سے نازل فرمائی۔ انسان اپنی زندگی کا ہر معاملہ اس شریعت کی روشنی میں سر انجام دے گا۔ مثلاً عبادات کیسے کرنی ہیں۔ حقوق العباد کیسے ادا کرنے ہیں۔ حقوق اللہ وغیرہ کیسے ادا کرنے ہیں۔ عورتوں کے ساتھ معاملات کیسے طے کرنے ہیں

اِسلام سے پہلے اہلِ عرب کا عورتوں کے ساتھ سلوک:

اسلام سے پہلے ہر طرف جہالت کا دور دورہ تھا۔ اللہ نے آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے جو لوگوں کو اللہ سے ڈراتے تھے لیکن وہ لوگ اُن کی ہدایات کو بھُلا چکے تھے۔ اہلِ عرب بہت سی بُرائیوں میں مبتلا تھے مثلاً چوری کرنا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کا قتل کر دینا، شراب پینا، زنا کرنا، ننگے طواف کعبہ کرنا، بیٹیوں کو اپنے لیے منحوس سمجھنا اور انہیں زندہ دفن کر دینا جو کہ اُن کے ساتھ بالکل ناانصافی تھی۔

اِسلام اور عورتوں کے حقوق:

لیکن اِسلام نے عورتوں کو بہت سے حقوق عطا فرمائے۔ اُنہیں ہر صورت میں قابلِ عزت بنایا مثلاً بیٹی کی صورت میں،

بیوی کی صورت میں ، ماں کی صورت میں اور بہن کی صورت
میں۔

حضورؐ نے فرمایا

"عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے معاملے
میں اللہ سے ڈرو۔"

اسلام نے بیٹیوں کو باعثِ رحمت قرار دیا یعنی جس گھر
میں بھی بیٹی ہوتی ہے وہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی
ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے۔

"اللہ فرماتے ہیں جب میں کسی شخص کے ہاں بیٹی
پیدا فرماتا ہوں تو اُس کا کمانے والا باپ خود بن جاتا
ہوں"۔

عورتیں ہی ایک بہترین معاشرے کی تشکیل کا ذریعہ ہیں
کیونکہ ایک اچھی ماں اپنے بچوں کی تربیت ہی اچھے سے تربیت
کرتی ہے جس کے سبب وہ معاشرے کے قابل انسان بن جاتے
ہیں۔

Heading should be prominent.

اسلام اور حقوقِ وراثت:

جس طرح اسلام نے عورتوں کو بہت سے حقوق
عطا فرماتے ہیں اسی طرح سے اُنہیں وراثت میں
بھی حصہ دار ٹھہرایا ہے

سورۃ النساء آیت نمبر 11 اور 12 میں اللہ فرماتے ہیں۔

"اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک
لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر
اولادِ میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا دو سے زیادہ)
تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی۔ اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو

Scanned with CamScanner

اِس کا حصہ نصف۔ اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں
میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشرطیکہ میت
کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی
اِس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر
میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ۔ (اور یہ تقسیم
ترکہ میت) کی وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اس نے
کی ہو یا قرض کے (ادا ہونے) کے بعد جو اس کے ذمے ہو
عمل میں آئے گی) تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ
داداؤں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے
کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصے خدا کے مقرر کیے
ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

اِسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے۔

"مردوں کیلئے اُن کے والدین اور قریبی رشتہ دار جو
مال چھوڑ جائیں اُس میں سے حصہ ہے اور عورتوں
کیلئے بھی اُن کے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے
مال میں سے کچھ حصہ ہے"

وراثت کی تقسیم کیلئے شرعی اصول:

وراثت کی تقسیم کیلئے تین اصول ہیں۔

1) جس کی وراثت تقسیم کرنی ہو وہ مر چکا ہو۔
2) وراثت موجود بھی ہو
3) وارث بھی زندہ ہوں

عورتوں میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ:

اگر مرنے والے کے بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی:

اگر مرنے والے کے بیٹے

بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو اُس کے مال میں سے قرض، وصیت وغیرہ نکال کر جو بھی مال بچ جائے گا اُس میں بیٹے کے دو حصے ہوں گے اور بیٹیوں کا ایک ایک حصہ ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر مرنے والا 500000 روپے چھوڑ کر گیا ہو اور قرض وغیرہ ادا کرنے کے اُس میں سے 450000 روپے بچ گئے ہوں اور بیٹا ایک ہو اور بیٹیاں تین ہوں تو بیٹیوں اور بیٹے کو جو مال ملے گا وہ کچھ یوں ہوگا۔

2 + 3
(بیٹا) (بیٹیاں)

کل شراکت دار = 5

1 حصہ = 450000/5 = 90000

بیٹے کا حصہ = 2 × 90000 = 180000

بیٹی کا حصہ = 1 × 90000 = 90000

یعنی تینوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو 90000 ملے گا اور بیٹے کو 180000 روپے ملے گا۔

اگر ماں باپ بھی زندہ ہوں:

اگر ماں زندہ ہو تو اُس کو مرنے والے کے مال میں سے چھٹا حصہ ملے گا۔ مثلاً مرنے والے کی کل رقم 300000 روپے ہو جو قرض وغیرہ ادا کرنے کے بعد بچی ہو تو ماں کو جو حصہ ملے گا وہ یہ ہے:

300000/6 = 50000

باپ بھی اگر زندہ ہے تو اُس کے بھی 50000 روپے ترکے میں آئے گا۔

اگر مرنے والے کی صرف ایک بیٹی ہو اور بیٹا نہ ہو:

اگر مرنے والے کے اولاد

نرینہ نہ ہو اور صرف ایک ہی بیٹی ہو تو بیٹی کا بھی نصف حصہ ہوگا اور باپ کا بھی۔ اگر مرنے والے کے والد (اور والدہ) بھی حیات نہ ہوں تو یہ حصہ اُس کے بھائی، بہن میں منتقل ہو جائے گا۔

اگر اولادِ نرینہ نہ ہو اور بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں:

اگر مرنے والے کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں لیکن کوئی بھائی نہ ہو تو اُنہیں 2/3 حصہ ملے گا جو ہر ایک میں برابر تقسیم ہو جائے گا اور باقی ایک تہائی حصہ والد کو منتقل ہو جائے گا۔

اگر کوئی عورت فوت ہو جائے اور اولاد بھی ہو:

اگر مرنے والی کوئی عورت ہے اور اُس کے اولاد بھی ہے تو اُس کے مال میں سے خاوند کو ایک چوتھائی حصہ ملے گا اور باقی حصہ اُس عورت کی اولاد میں اُسی اُصول کے تحت بیٹے کے دو حصے اور بیٹیوں کا ایک حصہ کے تحت منتقل ہو جائے گا۔ مثلاً کُل رقم جو چھوڑی گئی وہ 600000 ہے اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو

خاوند کا حصہ: $600000/4 = 150000$

خاوند کا حصہ نکالنے کے بعد جو رقم بچی وہ 450000 ہے۔

کُل حصے = $2 + 1 = 3$

ایک حصہ = $450000/3 = 150000$

بیٹے کا حصہ = $2 \times 150000 = 300000$ روپے

بیٹی کا حصہ = 150000 روپے

اگر مرنے والی عورت کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو:

اگر مرنے والی عورت کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو تو اُس کے مال میں سے اُس کے خاوند

کو نصف حصہ ملے گا۔

اگر مرنے والے کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو:

Also add its importance.

اگر مرنے والے کے ہاں کوئی اولاد نہ

ہو تو اُس کی بیوی کو اُس کے مال میں سے ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔

اگر بیوی طلاق کی عدت میں ہے اور شوہر فوت ہوگیا ہو تو تب

بھی اُس کو حصہ ملے گا۔

نتیجہ:

اس کا مطلب [illegible] ہے کہ [illegible] حصہ ملے

Add more arguments; a question should have around 15-20 arguments.

گا اور انہیں [illegible] کوئی بھی اس مقررہ حصے سے بے دخل نہیں

کر سکتا کیونکہ اسلام [illegible] نے انہیں یہ حصہ دیا ہے۔

Work on paper presentation.

8/20

Scanned with CamScanner

سوال نمبر ۴

خلیفہ کا لغوی معنی:

خلیفہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں
"جانشین" / "نائب"

خلیفہ کا اصطلاحی معنی:

وہ لوگ جنہیں اللہ اپنے احکامات کو نافذ
کرنے کیلئے زمین پر مقرر کر دیتا ہے

خلیفہ کی تین اقسام:

خلیفہ کی تین اقسام ہیں قرآن کے مطابق۔

1) وہ لوگ جو انبیاء کی اشکال میں آئے مثلاً حضرت آدمؑ
2) وہ لوگ جو کسی بڑے نبی جیسا کہ موسیٰؑ کی شریعت کے بعد بھیجے گئے
3) وہ لوگ جو خود کوئی نبی یا رسول نہ تھے لیکن زمین پر برسرِ اقتدار آ گئے۔

خلفاء کی خصوصیات:

خلفاء کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1) راست باز
2) عادل
3) بلند ہمت و حوصلہ
4) صاحبِ اخلاق
5) صاحبِ کردار

خلفائے راشدین:

وہ لوگ جو آپؐ کی وفات کے بعد زمین پر خلیفہ
مقرر کیے گئے خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔

1) ~~اسلام~~ خلفائے راشدین کی ترتیب:

1) اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رض تھے۔
2) اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رض تھے۔
3) اسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رض جنہیں "ذوالنورین" بھی کہا جاتا ہے۔
4) اسلام کے چوتھے اور آخری خلیفہ حضرت علی ابن طالب رض تھے۔

اِن کا انتخاب کا طریقہ:

اِن چاروں خلفائے راشدین کے انتخاب کیلئے ایک چھوٹی سی انتخابی کمیٹی جس میں قبیلہ قریش کی اہم ترین شخصیات تھیں بنائی گئی جسے شوریٰ کہتے ہیں۔

خلفائے راشدین کے اقتدار کا عرصہ:

چاروں خلفائے راشدین نے تیس سال کیلئے اس زمین عرب پر اپنی خلافت قائم کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رض کا دورِ خلافت:

آپ رض اسلام کے پہلے خلیفہ تھے جن کا تعلق قبیلہ بنی تیم سے تھا۔ آپ رض نے تین سال خلافت کی۔ یہ خلیفہ اِس قدر خوفِ خدا (خشیت الٰہی) رکھتے تھے کہ انہوں نے فرمایا

"اگر تم لوگ مجھے اسلام یعنی قرآن و سنت پر عمل کرتا دیکھو تو میری پیروی کرو اور اگر مجھے اِس سے اختلاف کرتا پاؤ تو میری اطاعت چھوڑ دو۔"

جمہوریت کا مطلب:

"جمہوریت کا مطلب ہوتا ہے لوگوں کی حکومت۔ اور لوگوں کے ذریعے سے حکومت۔"

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکرؓ کے خلافت میں آتے ہی ہر طرف سے فتنے سر اٹھانے لگے مثلاً لوگ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے لگے اور منکرین زکوٰۃ ہوگئے، وغیرہ وغیرہ۔

آپؓ کا دورِ حکومت ایک جمہوری طرز کا تھا کیونکہ زکوٰۃ وغیرہ نہ دینا لوگوں کا اپنا معاملہ نہیں ہے اور لوگوں پر فرض ہے جو مالدار لوگوں سے اکٹھی کی جاتی ہے۔ آپؓ نے لوگوں کو یہ حق ضرور دیا کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں، حکومتی معاملات میں بلا کسی روک ٹوک کے مشورہ دے سکتے ہیں لیکن یہ عمل کہ لوگ اللہ کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دیں آپؓ نے قبول ہی نہ کیا۔ ~~آپؓ نے~~

اسلام میں جمہوریت کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو کچھ حد تک ضرور آزادی ہے لیکن یہ جمہوریت مغرب کی جمہوریت جو کہ آج کل موجود ہے اس سے مختلف تھی۔ یعنی لوگ (حدود اللہ) اِس بات کو نافذ نہیں کروا سکتے کہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ ~~تو یہ بات اس لحاظ سے ٹھیک ہے~~۔

حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت:

آپؓ اسلام کے دوسرے خلیفہ تھے۔

آپؓ کا تعلق بنو عدی سے تھا۔ آپؓ کے دورِ حکومت / خلافت 634 - 644ء تھا۔ آپؓ نے تقریباً 10 سال خلافت کی۔ آپؓ

جمہوریت میں لوگوں کو حق دیا گیا کہ وہ اپنے امیر سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں کہ ان کا یہ قدم عوام اور ریاست کیلئے کس طرح بہتر ہے۔

آپؓ کے دورِ خلافت میں لوگوں کے مشورے سے معاملات چلائے جاتے تھے۔ آپؓ کے دورِ خلافت میں معاشرتی

اضافہ تھا جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر بڑے سے بڑا
یہاں تک کہ امیر بھی قانون کے سامنے اُسی ہی طرح جوابدہ ہے جس
طرح ایک عام انسان۔

~~ایک دفعہ کسی گورنر کے بیٹے نے~~

ایک مرتبہ فرمایا

"اگر میری سلطنت میں کوئی کُتا بھی بھوکا پیاسا مرگیا
تو مجھے اُس کیلئے بھی خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا"

Highlight the references.

[illegible] پیاسا [illegible]
بھی اُنہیں خدا کے سامنے جوابدہ ہونے کا فکر ہے تو وہ
انسانوں کے معاملے میں، اُن کے حقوق کے ادائیگی جو کہ
ایک امیرِ ریاست ہونے کی وجہ سے اُن کی ذمہ داری ہے وہ
خدا کے خوف سے کتنی خوش اسلوبی سے [illegible]
[illegible]

Short answer. Add more arguments.

سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے:

7/20

[illegible] لوگوں کو یہ خیال محسوس
ہو کہ وہ عیاش ہیں، اقتدار میں آتے ہی اپنے لیے محلات تعمیر
کرواتے ہیں اور اُن میں نرم بستر پر سوتے ہیں، پوری زندگی
آپؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مٹی کا سرہانہ رکھ کر سو جاتے۔
یہ ہے جمہوریت کہ سبھی انسان برابر ہیں، خلیفۂ وقت بھی اُسی
طرح سوتا ہے جس طرح ایک عام انسان۔

حضرت عثمانؓ:-

حضرت عثمان بن عفانؓ اسلام کے تیسرے
خلیفہ تھے۔ آپؓ کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ آپؓ نے
644-656ء تک خلافت کی۔

Scanned with CamScanner

سوال نمبر 8

تعارف:-

اجماع:-

عربی لفظ "جمع" ہونے سے بنایا گیا ہے جس کا مطلب ہے
کسی بات پہ اکٹھے ہو جانا

اصطلاحی معنی:-

کسی ایسے مسئلے پہ اکٹھے ہو جانا جس کے بارے میں
قرآن و سنت میں واضح طور پر رہنمائی موجود نہ ہو لیکن انہی
دونوں ہی کی حدود میں رہتے ہوئے کسی مسئلے کا حل نکال کر اتفاق
کیا جائے۔

شریعت کے ذرائع:-

شریعت کے اہم اور اولین ذرائع میں قرآن
و سنت ہیں جس میں سے انسان اپنی زندگی کیلئے رہنمائی حاصل
کرتا ہے۔
لیکن چوں کہ زندگی میں ہر آنے والے زمانے میں بہت سے نئے مسائل
سے انسان دوچار ہوتا رہتا ہے اور ایسی صورت میں چوں کہ
آپ ہمارے ساتھ اس وقت موجود نہیں تو انسان اپنی دونوں
ذرائع کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی زندگی کے ان تمام
مسائل کا حل تلاش کرتا ہے جس کے ذرائع درج ذیل ہیں

(i) اجماع
(ii) اجتہاد
(iii) قیاس

(حضور ﷺ کا فرمان ہے
" اگر تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو میری سنت کے)

اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران آیت نمبر 159 میں فرماتے ہیں۔
"(اے نبی ﷺ) پس اللہ کی یہ رحمت ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرم طبع ہیں، اگر آپ تند خو ہوتے تو یہ لوگ آپ سے جان چھڑا کر بھاگ جاتے، پس آپ ان کی بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں اور اگر آپ کوئی پختہ ارادہ کر لیں تو پھر اللہ پر توکل کیا کریں، بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اسی طرح سورۃ احزاب آیت نمبر 42 میں فرمایا
"اور جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے معاملات باہم مشورہ سے طے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

~~جو اجماع کرتا ہے اسے مجتہد کہتے ہیں۔~~

اجماع کی اقسام

اجماع کی پانچ اقسام ہیں۔
1) اجتماع غیر سکوتی
2) اجماع سکوتی
3) اجماع العلماء
4) اجماع الأمہ
5) اجماع مدینہ

اجتماع غیر سکوتی:

اس قسم میں اجماع میں شریک تمام افراد اپنے علم و عقل کے مطابق کسی مسئلے کا حل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی مسئلے کے حل کیلئے دس افراد موجود ہوں تو سارے کے سارے اپنے علم و عقل کے مطابق

Scanned with CamScanner

مسئلہ کا حل پیش کریں گے۔ ~~ـــــ~~

اجماعِ سکوتی:

اجماع کی اس قسم میں ~~ـــــ~~ صرف ایک شخص حل پیش کرے گا اور باقی تمام خاموشی اختیار کر کے اس کی بات کو مانیں گے۔

اجماع العلماء:

اس میں علماء اپنی اپنی رائے پیش کریں گے مسئلے سے متعلق اور پھر اس مسئلے سے متعلق متفق ~~اجماع~~ بھی ہو جائیں گے کیونکہ جو لوگ حل پیش کر رہے ہیں وہ قرآن و سنت ~~کے بارے میں اچھی طرح~~ سے متعلق ہر معاملے کو اچھی طرح سے سمجھنے والے ہیں۔

اجماعِ الأمۃ:

اس قسم میں پوری اُمتِ مسلمہ کسی مسئلے کے حل پر اتفاق کرتی ہے

اجماعِ مدینہ:

اس میں مدینہ کے رہائشی لوگوں سے مسئلے کے حل کے بارے میں دریافت کیا جائے گا اور چونکہ انہوں نے آپ کو ہر معاملے میں اچھے سے عمل کرتا ہوا دیکھا ہے تو جو کچھ وہ بتائیں گے اُس پر اتفاق کیا جائے گا۔

مجتہد:

اجماع میں شریک ہونے والے افراد کو مجتہد کہتے ہیں۔ اجماع کوئی آسان کام نہیں ہے سو باصلاحیت لوگ ہی اس کے قابل ہوتے ہیں۔ کوئی عام انسان جو قرآن و سنت کی تعلیمات سے بخوبی آگاہ نہ ہو وہ اسے سر انجام

نہیں دے سکتا۔

مجتہد کی خصوصیات:

(i) باکردار

(ii) ہوش و حواس میں ہو

(iii) قرآن و سنت سے متعلق علم پختہ ہو۔

(iv) جدید زمانے کے حالات و تعلیمات سے بھی واقف ہو۔

(v) بالغ ہو

(vi) مسلمان ہو

اب یہ خصوصیات ہونا ضروری کیوں ہیں؟

یہ خصوصیات مجتہد میں ہونا اس لیے ضروری ہیں کیونکہ وہ جس بھی مسئلے کا حل پیش کر رہا ہے اس میں ذرا سی بھی کوتاہی سے اُس کی آخرت بھی تباہ ہو سکتی ہے اور جو کوئی بھی اُس کے اس حل پر عمل کرے گا اُن کی آخرت بھی اسی جڑی ہے۔ اگر کوئی غلط حل پیش کیا گیا تو وہ آخرت میں اُن کے گناہوں کا بھی بوجھ اُٹھائے گا جنہوں نے اُس کی تقلید کی۔

اجماع کرنا ضروری کیوں ہے؟

یہ اس لیے ضروری ہے کہ کیونکہ آپ ﷺ نے جو کچھ بھی عمل کر کے دکھایا وہ آپ ﷺ کے زمانے میں موجود جو بھی مسائل تھے اُنہی کے مطابق تھا۔ لیکن چونکہ انسان زندگی میں ہر گزرنے والے وقت کے ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل سے دوچار ہوتا ہے تو اُن کا حل کو بھی قرآن و سنت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے نکالنا ضروری ہے تاکہ زندگی کا پہیہ بغیر کسی رکاوٹ کے بہترین طریقے سے چلتا رہے۔

اجماع کن معاملات میں کرنا ضروری ہے؟

Scanned with CamScanner

اجماع اِن حالات میں کرنا ضروری ہے جب نئے زمانے میں اِنسان نئے مسائل سے دوچار ہوتا ہے۔ مثال کے طور

1) جب برصغیر پاک و ہند میں انگریز آئے اور اُنھوں وہ اپنا تعلیمی نظام رائج کر رہے تھے مدارس میں تو مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ ہم اِن کا یہ تعلیمی نصاب نہیں پڑھیں گے اور اُن پڑھ ہی رہیں [illegible] اُس وقت کے بہت سے دین کو جاننے والوں میں سے سر سید احمد خان [illegible] کو ملتا ہے اُنھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمان جدیدیت کے علم کو بھی حاصل کریں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے دین کو بھی عمل میں [illegible] اگر [illegible] وقت یہ فیصلہ نہ کیا جاتا تو مسلمان جہالت کے اندھیروں میں [illegible] بہت ہی تیزی سے ترقی کر رہی تھی، [illegible] مغرب میں [illegible] ہی تھیں، کہاں نت نئی ایجادات ہو رہی تھیں۔ اُس وقت ضروری تھا کہ مسلمان بھی اپنے مذہب کو جتنا ممکن ہو سکے عمل کرتے رہیں اور دُنیا داری میں بھی اپنا حصہ ڈالتے رہیں۔

Keep description of individual arguments brief and instead increase the number of arguments.

2) اِسی طرح یہ مسئلہ بھی پیش آیا جیسا کہ آج کل خلا باز خلاء میں کسی مشن پر جاتے ہیں، چونکہ آج کل سعودی عرب کے لوگ بھی شامل ہیں، وہ اگر خلاء میں جائیں تو وہاں نماز کیسے ادا کریں گے کیونکہ خلاء میں وقت کا تعین کرنا بھی مشکل ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہاں پہ گریویٹی (کششِ ثقل) نہ ہونے کے برابر ہونے کی وجہ سے اِنسان کا حرکت کرنا بھی بہت مشکل ہے۔

3) اِسی طرح اگر اِنسان ہوائی جہاز میں سفر کر رہا ہے تو وہ وہاں پہ بھی کیسے نماز ادا کرے

Scanned with CamScanner

گا۔

موجودہ دور میں اجماع کون کرے گا۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کے مطابق

"اب یہ کام پارلیمنٹ کا ہے کہ وہ کسی مسئلے کے حل پہ متفق ہو جائے۔"

اسی طرح ابوالکلام آزاد کے مطابق بھی

"یہ کام پارلیمنٹ کا فرض ہے۔"

ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق

"آج کل ملین الاقوامی سطح پر بھی کوئی ایسی تنظیم ہونی چاہیے جو یہ کام سر انجام دے۔"

مثال کے طور پر تنظیم تعاون اسلامی

Attempt each question on 7-9 sides of a page.

Add more arguments.

تو اس سے ثابت ہوا کہ انسان کو اجماع کرنا پڑے گا ہر زمانے کی ضروریات کے مطابق اور اب چونکہ دنیا کا نظام جو پہلے خلافت سے ہوتا تھا تبدیل ہو چکا ہے، دنیا کے کام کرنے کا طریقہ ہی تبدیل ہو چکا ہے

7/20

تو ایسی صورت حال میں مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین پر بھی عمل کریں اور وقت کی ضروریات کے مطابق اپنے دین کو بھی قائم کر کے حدود میں رہتے ہوئے زندگی کے مسائل کا حل بھی نکالتے رہیں ورنہ ہم اپنا اس دنیا میں وجود برقرار نہیں رکھ سکیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ہمارا اسلام کے مطابق زندگی گزارنا بہت مشکل ہو جائے۔